ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

دیوان فرید(سرائیکی) کی فکری بنیادیں مصادر اسلام کی روشنی میں

Syed Muhammad Soban[1]

Dr.Muhammad Shahid Habib[2]

ABSTRACT

This Research study analyzed the Sraeiki poetry of Khwaja Ghulam Fareed in the light of Quraan and Hadith. The aim of this research study was to find out the impacts of Fareed's Saraieki poetry on the propagation of Islamic ideology. Furthermore this study also focused the topic selection of Khwaja Fareed's Sraieki poetry related to Quraan and Hadith. Researcher opted the technique of content analysis and survey to gather the required data. The Findings of this research study revealed that the saraieki poetry of Khwaja Ghulam Fareed is according to the preaches of Quraan andf Hadith.Furthermore, the researcher concluded that the Saraieki Poetry of Khwaja Ghulam Fareed laid an positive impact on the society.

حضور خواجہ غلام فرید ایک باموثر شخصیت ہیں جن سے صرف نظر کسی قدر ممکن نہیں۔ علم وفضل کی دنیا میں وہ یکتائے بے مثل اور شعر وفکر میں شہسوار قلم ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دیوان فرید (سرائیکی) بساخوبیوں کا حامل دیوان ہے۔ دیوان فرید (سرائیکی) میں بے شمار علوم وفنون ہیں کیونکہ یہ دیوان جہاں قرآن وحدیث کی ترجمانی کرتا ہے۔ وہاں دیوان میں فطرت کا مطالعہ بھی بڑی جانفشانی سے عیاں ہے۔

ذرائع علم

اللہ رب العزت نے علم کے مختلف ذرائع، وسائط، وسائل اور طریقے بنائے ہیں۔ البتہ تحصیل علم کے دو بڑے ذریعہ 'الہام اور اکتساب' ہیں۔

'الہام 'کا تعلق دل، جذبہ، عشق اور وجدان سے ہے اور اسے علم مصدقہ بھی کہا جاتا ہے جبکہ 'اکتساب' کا تعلق عقل سے اور عقل کا تعلق تجربہ، غور وفکر کی جولانیوں سے ہے۔ اسے علم متصورہ بھی کہا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ ذرائع علم کو ایک دوسری طرح سے بھی ڈیفائن کرسکتے ہیں مثلاحسیات، وجدانیات، فطریات، متواترات، تجربات، حدثیات وغیرھم۔

غرض خواجہ غلام فرید کے دیوان فرید (سرائیکی) میں ہر دو سطح پر بالتفصیل کلام وبحث ملتی ہے

حضور خواجہ غلام فرید کے ہاں 'دل، جزبہ اور عشق' کو بہت اہمیت حاصل ہے ان میں سے سب سے بڑا راہبر عشق کو مانتے ہیں گو کہ آپ کے نزدیک 'دل' اور 'عشق' راہبر وراہنما ہیں۔

دل راہبر وراہنما

ایک قال ہوتا ہے اور ایک حال۔ اللہ والوں کی مجالس قدسیہ میں ہر دو کا ذکر ہوتا ہے۔

حضور خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ ہر دو کے قائل تھے۔ لیکن حال آپ کی شخصیت سے زیادہ ظاہر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے تلاش حق میں قال کے باوجود "دل" (حال) کو اپنا رہبر وراہنما بتایا ہے۔

آپ اس حال کو بیان کرتے ہوئے کافی لکھتے ہیں۔

---

[1] ایم فل سکالر اسلامیات، خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان (

[2] اسسٹنٹ پروفیسر خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان (

دل لُب ہے کون مکان دا　　　　دل غایت اَصل جہاں دا

دل مرکز زمین زماں دا　　　　پیا کُوڑ پلال حجابے　　　　(کافی : 199) [3]

ترجمہ :

دل کون و مکان کا خلاصہ ہے، دل جہان کی اصل الا صل غایت ہے، دل تو زمین و زمان کا محور و مرکز ہے۔ اس کے سواء باقی تمام کا تمام جھوٹ، دھوکہ اور فریب دہی ہے۔

دوسرے مقام پر آپ نے کہا۔

دل میں روح کی طاقتیں بدرجہ اتم مخفی ہیں۔ اسی بناء پر اسے بحرِ محیط کی بندر گاہ کہا جاتا ہے اور یہ ایسی بندر گاہ ہیں جہاں ہر طرح کی سوغات اور تحائف موجود ہیں۔

خواجہ غلام فرید لکھتے ہیں۔

ہے گھر میرا سکھ مندر　　　　معمور خفی دے اندر

جتھ بحر محیط دا بندر　　　　اُتھ ہر جنسوں ملن سوغاتاں　　　　(کافی: 124) [4]

یعنی اگر انسان اپنے دل کی طرف متوجہ ہو تو وہ تمام مخفی اسرارِ خدا اپنے دل میں موجود پائے گا۔ حتی کہ آپ نے بیان کیا کہ انسانی دل سبعہ سیار گان کا محور ہے۔ انسانی دل اس شان کا حامل ہے کہ وہ تحصیلِ علم کا ماخذ ہے۔

ڈیکھو شوکت شان پسارا　　　　محور، گردش سبع سیارہ

مرکز دور محیط دا سارا　　　　نقطہ دل آدم دا ہے　　　　(کافی: 224) [5]

خواجہ غلام فرید نے کائنات میں پوشیدہ مختلف اسرار و رموز اور حقائق کو سمجھنے کی خاطر، دل کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ تجھے بشارت بایں شرط کہ جب تم دل کی طرف یکسو ہوں گے تو تم پر وحدت آشکار ہو جائے گی۔

گو کہ خواجہ صاحب نے کہا، حقیقت انسان ہو کہ جلوہ جانان بہر کیف و صورت اس کا مرجع و مصدر اور منبع بلاشبہ دل ہے۔ اور اس علم کی حصول کی برکت سے وہ تمام انسانی شکوک و شبہات رفع ہو جاتے ہیں، جو انسان کو ظاہری حواس سے لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس پر مستزاد خواجہ صاحب نے لکھا کہ دنیا میں موجود تمام مذاہب و عقائد، کتب و علوم ان سب کا مصدر و منبع 'دل' ہے۔

ہک جا ہن احکام شریعت　　　　ہک جا ہن اسرار طریقت

تھیوے کیا دریافت حقیقت　　　　کون اے پھولے پھولے　　　　(کافی:180) [6]

ہے پرم گیان وی دِلڑی　　　　ہے بید پُران وی دِلڑی

ہے جان جہان وی دِلڑی　　　　دل بطن بطون دا بابے

'عشق' راہبر و راہنما

---

[3] مجاہد جتوئی، دیوان فرید بالتحقیق، ص550، منہاج القران پبلیکیشنز لاہور

[4] ایضا: 350

[5] ایضا: 606

[6] دیوان فرید بالتحقیق: ص496

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

خواجہ غلام فرید نے دل کی طرف متوجہ ہونے کی تلقین کی کہ اس سے انسان کے بے بنیاد، شکوک وشبہات رفع ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ سب سے بڑا رہبر "عشق" کو مانتے ہیں جو انسان کا حقیقی مرشد ہے۔

لکھتے ہیں۔

عشق ہے ڈُکھڑے دل دی شادی عشق ہے رہبر، مرشد، ہادی

عشق اساڈا

پیر جئیں کل راز سجھایا (کافی:8) [7]

آپ نے عشق کے آگے فہم و حشم، نظر و فکر، مباحث و دلائل کو کوئی حیثیت نہ دی۔ غور و فکر، تدبر و تفکر کو دور کیا حتی کہ عقل کو محو تماشائے لب بام کہا فقط۔ جبکہ 'عشق' حقیقی راہبر ہے۔ عقل سے حاصل شدہ علم و فضل ظاہری ہے حقیقی نہیں بلکہ عشق ہی وہ واحد معتبر ذریعہ علم ہے جس سے انسان راہ حقیقیت پا سکتا ہے۔

پیش کِتا جئیں فہم، فکر کُوں لَیت لعَل دی اِرکھر کُوں

کر کر شکر نہ ڈِتڑس سر کُوں عشق دے رہ وِچ پھَس پیا (کافی:10) [8]

جڈاں عشق فرید استاد تھیا سَبھ عِلم، عَمل برباد تھیا

پر حضرت دل آباد تھیا سو وَجد کُنُوں لکھ حال کَنُوں (کافی:141) [9]

فکرِ فرید کے نمایاں پہلوؤں میں یہ پہلو خاص اہمیت کا حامل ہے کہ آپ کے ہاں ظاہری علوم و فنون گمراہی کا سبب بنتے ہیں کیونکہ ذوق، ماورائے عقل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بے بنیاد مباحث و دلائل بے محل ہیں۔

[ذوق ورائیں طَور عَقل دے] بَتھ گَھت کُوڑی بحث، دلائل (کافی:72) [10]

اس پر مستزاد خواجہ غلام فرید نے ملتِ ابن عربی کی تلقین کی اور کہا کہ بعض علوم و فنون انسان بے جا استعمال میں لاتا ہے۔ اور وہ معرفت حقیقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ ہر شئ کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ علم کا حقیقی مصدر قرآن و سنت ہے اور یہ تعلیم ذات واحد سے آشنا کرتی ہے۔ باقی آخذِ علم بے جا ہیں۔ انسان اگر مکتبِ عشق میں ایک بار آوے تو وہ تمام اصول، فقہ (کنز، قدوری) اور مسائل کو ترک کر دے گا۔

چناچہ لکھتے ہیں

اِبنُ العَربی دی رَکھ مِلت ٹھپ رکھ فقہ، اصول، مسائل (کافی نمبر72) [11]

سِکھ ریت، رِوش منصوری نُوں ہُن ٹھپ رَکھ کنز، قدوری نُوں

جو کُئی عشق مدرسے آیا فقہ، اُصول دا فکر اُٹھایا

بے شک عارِف ہو کر پایا رمز حقیقت پوری نُوں (کافی:119) [12]

---

7) ایضا : ص 49
8) ایضا : 53
9) ایضا : 395
10) ایضا : 210
11) ایضا : 210
12) ایضا : 335

حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں بھی دیکھا اسے دیکھا۔خواجہ غلام فرید لکھتے ہیں کہیں اسے ارواح و نفوس اور عقول میں دیکھا، کہیں اسے عقلی و روایتی علوم میں دیکھا، کہیں اسے منطق، نحو اور صرف میں دیکھا تو کہیں اسم، فعل اور حرف میں دیکھا۔ غرض میں نے اسے ایک ہی معنی میں ہر طرف، چہار دانگ و اطراف عالم میں دیکھا۔

اور یہ سب 'عشق، جذبہ اور وجدان' کی مرہون منت ہے جو کہ الہام کی مختلف صورتیں ہیں اور اسلام میں یہ ہمارے پاس قرآن و سنت میں واضح تر موجود ہے۔

اَرواح، نُفوس، عُقول ڈُٹھم انسان ظَلوم جَہول ڈِٹھم
معقول ڈٹھم، منقول ڈٹھم اقرار ڈٹھم، انکار ڈٹھم
کتھ مَنطِق، نحو تے صرف ڈٹھم کتھ اِسم، فعل تے حرف ڈٹھم
ہک معنے ہَر ہَر طرف ڈٹھم چو گُوٹھ ڈٹھم، چو دَھار ڈٹھم (کافی:84)[13]

تصورِ معلم

تصورِ 'معلم' میں خواجہ غلام فرید نے زیادہ دو باتوں کی طرف توجہ دی۔

1) آدابِ علم
2) اوصافِ علم

قرآن شاہد و ناطق ہے۔

فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ [14]

اہل ذکر سے مراد وہ معلمین ہیں جو ایک متعلم یا کہ طالب و سلک کو تحصیل علم میں مدد و معانت اور رہنمائی کریں۔اس کے ابتدائی و ثانوی، درجے، سکول، کالج اور جامعات ہیں۔درسگاہیں، آستانے اور جامعات۔اور یہ سب علمی درس گاہیں بغیر علم کے ایک خوبصورت مناظر ہیں فقط۔کیونکہ معلم کا کردار، معاشرت کی طرز پر منحصر ہوتا ہے۔

گو کہ انہیں صرف یہی خیال کرنا کہ وہ تعلیمی مضامین پڑھانے کا ذریعہ ہے تو یہ غلط ہے۔بلکہ ان کے فرائض سب سے اہم ترین ہے۔تعلیمی مضامین کے سوا، ہدایات، پیشہ ورانہ تربیت، سماجی بہبود کا شعور، کامیابی کے راز، بالخصوص متعلم کے مستقبل کی عمارت اس کے سر ہے۔یہی وجہ ہے کہ خواجہ غلام فرید نے نہ صرف معلم کو رہبر و استاد کیا بلکہ پیر و مرشد، ہادی و شیخ کہا ہے۔

آداب معلم اور خواجہ غلام فرید

خواجہ غلام فرید کا تصور معلم خالص اسلامی تصور کا آئینہ دار ہے۔اور معلم کو یہ مقام قرآن و سنت کی وساطت سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا کی تمام اشیاء سے بالاتر معتبر شئی ہے۔کلام فرید میں جابجا خواجہ غلام فرید نے معلم کو مرشد و گرو، شیخ، پیر، استاد کہا۔آدابِ معلم کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

چَرن گُرو دے سِیس نوائیں جو آکھے چُم اکھیاں چائیں
جُہد جہاد دے بار اٹھائیں قرب کمال ہِی مطلب بارا
تھی گُر پیر دا چیلا سَچا نہ ہو قدم ہٹا کر کَچا
بِرہوں کَڑاہ چڑھیا چَ مَچیا جل بل مار اَنا دا نعرہ (کافی:20)[15]

---

13) ایضاً : 239
14) سورۃ النحل:16 ، 43
15) دیوان فرید بالتحقیق:ص73،74

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

خواجہ غلام فرید نے جابجا اپنے معلم (پیر و مرشد) سے محبت کا اظہار کیا اور درس دیا کہ ادب معلم میں فنا ہو جاؤ یعنی فنافی الشیخ کا رتبہ حاصل کرو۔

چناچہ لکھتے ہیں،

کل شئے وچ کل شئے ڈٹھوسے　　　ہمہ اوست دا درس کتوسے

برکت، صحبت پیراں　　　پی کر　　　بادہ وحدت کو　　　(کافی:149) [16]

اوصاف معلم اور خواجہ غلام فرید

خواجہ غلام فرید نے معلم کے مختلف اوصاف کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ایک 'معلم' کے لئے جو ضروری وصف ہے۔ وہ حقیقی علم کی معرفت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے نام نہاد ملاؤں پر جرح و تنقید کی۔

آپ لکھتے ہیں،

مُلاں نہیں کہیں کار دے　　　شیوے نہ جانن یار دے

سمجھن نہ بھیت اَسرار دے　　　ونج کنڈھ دے بھرنے تھے دنی (کافی:250) [17]

خواجہ غلام فرید نے معلم کے لئے جو دوسرا ضروری وصف بیان کیا وہ یہ ہے کہ وہ علم و معرفت کے تمام اسرار و رموز سے واقف ہو۔ وہ روحانیت کا پیکر ہو۔ اس کے علم میں صداقت ہو۔ استاد اتنا کامل و حامل ہو کہ وہ لوہے جیسی بے مایہ شئی کو پارس بنادے اور متعلم کو ایسی پاکیزہ تعلیم دے کہ اسے ہر وہ چیز جو جھوٹی ہے، سے بے نیاز کر دے۔

چنانچہ لکھتے ہیں

فخر پیا توں بل بل جانواں　　　جیندے نال میں لدھیاں لاواں

اس دی ہو کر کیوں غم کھاواں　　　سبھ　　　کجھ یار　　　سجھایا ہے　　　(کافی:217)[18]

اے بیکار فرید نبھایا　　　لوہے وانگ بہوں بے مایہ

فخر پیئے دی صحبت آیا　　　تھیا ہمسایہ پارس دا　　　ڑی　　　(کافی:234) [19]

تصورِ متعلم

ہر وہ شخص جو متلاشی علم اور رہروئے عمل ہو وہ متعلم ہے۔ اور یہ ہر دو عمل کسی قوم یا ریاست کی ترقی کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ تعلیم و تعلم کے بغیر قوم یا ملک ترقی کی منال طے نہیں کر سکتا۔

چونکہ متعلم کا تعلق معلم سے ہوتا ہے۔ لھذا اسی کے پیش نظر متعلم کے لئے کچھ ایسے اوصاف کا ہونا از حد ضروری ہے۔ جو اسے متعلم جیسی عظیم صفت سے متصف کرے۔

خواجہ فرید کی فکر کے مطابق 'متعلم' کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایک سالک، عاشق اور مسافر ہے۔ اور 'متعلم' جب حصول علم کی طرف گامزن ہو جائے۔ تو اس کے واسطے کچھ ہدایات کا ذخیرہ ہونا ضروری امر ہے۔ وگرنہ ایک بہترین 'متعلم' نہیں کہلا سکتا۔ خواجہ غلام فرید ایک سالک یعنی متعلم کے لئے ہدایات جاری کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

فرماتے ہیں

---

[16]) ایضا : ص 414
[17]) ایضا : ص 664
[18]) ایضا : ص 591
[19]) ایضا : ص 628

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

بٹھ گھت رِیت، رَوِش تقلیدی — رَہ تحقیقی، سِلک فریدی

کر منظورتے تھی مَسرور — (کافی:50)[20]

مُلاں پُٹھڑے معنے کر دے — آیت، درَس، حدیث خبَر دے

صرف صَد داتے تھئے مغرور — (ایضا)

جب تو علمی میدان میں اتر آیا تو تقلیدی روش کی پرواہ نہ کر، سالکیت کی حقیقی راہ پر ہمیشہ رہ اور یہ چیز تمہارے لئے امن و سکون کا باعث ہو گی۔ ارے یہ ملاں تو حدیث خبر کے عجیب معانی و مفاہیم و مطالب بیان کرتے ہیں۔ انہیں تو بس اپنا مان اور غرور ہے۔

اوصافِ 'متعلم' اور خواجہ غلام فرید

متعلم اور دشوار راستہ

ایک 'متعلم' جو کہ سالک، عاشق، اور حقیقی علم کا متلاشی َسفر ہے۔ اسے چاہیئے کہ قرآن و حدیث کے دامن سے وابستہ رہے۔ چونکہ کلامِ فرید قرآن و حدیث کا آئینہ دار ہے۔ خواجہ غلام فرید اوصافِ 'متعلم' بیان کرتے ہیں۔ اے 'متعلم' جستجوئے علم ایک مشکل، صبر آزما، پر گٹھن اور دشوار گزار راستہ ہے۔ سو 'متعلم' کی یہ شان نہیں کہ وہ گھبرائے اور راستہ ترک کیے الٹے پاؤں واپس آدے۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔

پچھوں تے نہ ڈیکھیں منہ ولا — حیلہ کریں سر تیئں تنی — (کافی:250)[21]

متعلم اور صبر و شکر

خواجہ غلام فرید نے متعلم کے اس پر گٹھن، دشوار گزار راستے کو دیکھتے ہوئے اسے حوصلہ افزا کیا کہ اے 'متعلم' یہ راہ علم ہے۔ یہاں صبر و شکر، تحمل و برداشت کے ساتھ چلنا ہے۔ اور وہ کسی طور بھی ہر گز ہر گز نا امید نہ ہو۔

خواجہ فرماتے ہیں

کر صبر تے شکر شکایت تے — رکھ آس امید عنایت تے — (کافی:25)[22]

متعلم اور زہد و تقوی

خواجہ غلام فرید 'متعلم' کو سبق کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے 'متعلم' تیرے اوصاف میں ضروری ہے کہ ضبطِ نفس، جود و سخا، عبادت و ریاضت اور شب بیداری جیسی باکمال صفات بدرجہ اتم ہوں۔ اے متعلم تیری اوصاف میں ہے کہ انا غرور اور غصہ جیسی صفات کو بھاڑ میں ڈالے اور ثمر تجھے یہ ملے گا کہ اس سے تو حقیقی ہستی پا جائے گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ

جو کوئی رکھسی اے گُن چارے جو راتے، جُگ، جوگ جگارے

وَنج خوش وسِی شام دُوارے — رہسی جنم جگت تھوں نیارا — (کافی:20)[23]

---

[20] ایضا : ص 152
[21] ایضا : ص 665
[22] ایضا : ص 86
[23] ایضا : ص 74

جے چاہیں تو یار دا میلا　　　سَٹ کاوڑ　　بَٹھ کین　　(کافی:140)[24]

متعلم اور تصوف

خواجہ غلام فرید نے ایک 'متعلم' کے لئے جو ضروری وصف قرار دیا وہ اس کا 'صوفی' ہونا ہے۔ یعنی وہ اپنی ذات کی نفی کر کے حقیقی حصولِ مقصد کی طرف گامزن ہو جائے۔ وہ اپنی تعلیمات میں پاسِ ادبِ مصطفی ﷺ کا خاص خیال رکھے۔ ہمہ تن تعلیماتِ مصطفی ﷺ کی طرف متوجہ ہو۔ اس پر مستزاد کہ وہ اپنے استاد، پیر و مرشد، شیخ وہادی کے نقش قدم پر چلے اور اپنا ظاہر باطن صاف رکھے اور خود احتسابی تو باقاعدہ کرتا رہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں

جے توں چاہیں قرب حقیقی　　ورثہ علوی تے صدیقی

ریت جنیدی، رسم شقیقی　　بٹھ ہستی　　وٹھ ہستی　　(کافی:210)[25]

جُہد جہاد دے بار اٹھائیں　　قرب کمال ہی مطلب بارا　　(کافی:20)[26]

بیعت کر کے عشق کُڈھایُم　　علم و عمل توں بناں　　(کافی:145)[27]

اپنی حقیقت گول توں　　بے کوں نہ اصلوں بھول توں　　(کافی:64)[28]

اپنا آپ سنبھال کے دیکھو　　کر کے نظر حقیقت کی

اپنی ذات صفات کو سمجھو　　اپنی کر و شناسی سے　　(کافی:247)[29]

نصابِ تعلیم

تعلیم ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے۔ جس میں لوگوں کی عادات اور اہداف و مقاصد، ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک ایسا تکنیکی طریقہ کار ہے جس سے معاشرہ اپنا مجموعی علم و ہنر، روایات و اقدار ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچاتا ہے۔ 'تعلیم' مختلف اقسام پر مشتمل ہے۔ رسمی تعلیم، غیر رسمی تعلیم، سوگنا وغیرہ

خواجہ غلم فرید نے جہاں 'معلم اور متعلم' پر تفصیلا حقیقیت پر مبنی کلام فرمایا۔ وہاں آپ نے اس سے ہرگز صرف نظر نہ کیا کہ ایک معلم کے لئے کیا ضروری ہے کہ وہ کیا سکھائے۔ اور ایک 'متعلم' کے لئے کیا ضروری ہے کہ وہ سیکھے، جسے ہم نصابِ 'تعلیم' کہے گے۔ خواجہ غلام فرید کی یہ کمال ظرفی ہے کہ 'معلم و متعلم' کے لئے نصاب کو بھی پروان دیا جو معلم و متعلم کی ذات و صفات نکھرنے میں یقینا ممد و معاون ثابت ہو گا۔ اور یہ نصاب اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے معاشرے میں سو فیصد بہتری کی آس و امید ہے۔ اور جب وہ نصاب قرآن و حدیث کی تعلیم ہو تو اس سے کا ہے کا انکار؟ کہ وہ اچھا معلم یا کہ متعلم نہ ہو؟

چنانچہ خواجہ غلام فرید کے نظامِ کلام فرید میں ہمیں دو طرح سے نصاب ملتا ہے۔

اولا: ظاہری علوم　　ثانیا: باطنی علوم

---

24) ایضا : ص 392
25) ایضا : ص 573
26) ایضا : ص 74
27) ایضا : ص 407
28) ایضا : ص189
29) ایضا : ص 658

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

ظاہری علوم۔ ظاہری علوم میں نحو، صرف، قواعد، اصول، تاریخ اور علمی مناظر و مباحث و دلائل وغیر ھم ہیں۔

باطنی علوم۔ باطنی علوم میں الف، میم، قرآن وحدیث، طریقت، حقیقت، معرفت، فقر، دل وغیر ھم ہیں۔

خواجہ غلام فرید نے ظاہری علوم کے حوالہ سے لکھا کہ ظاہری علوم، لفظوں کا ہیر پھیر ہے جسے بزرگان دین نے ناپسند کیا ہے۔ آپ نے تعلیم کا منبع قرآن وحدیث کو قرار دیا ہے ۔اصل جانبازی تو فقر ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں کہ،

ٹھپ فقہ، اصول، مسائل سٹ نحوی فعل تے فاعل

بٹھ علمی بحث، دلائل ہے فقر فقط جانبازی (کافی: 263)[30]

مزید ظاہری علوم پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

[ذوق ورائیں طور عقل دے] بٹھ گھت کوڑی بحث، دلائل (کافی:72)[31]

یعنی جذبہ وذوق، عقل کے طور طریقوں، چال چلن اور تیز طراریوں سے واقف نہیں لہذا اس کی تمام تر چھوٹی دلیلیں بے کار اور اس کے مباحث فضول ہیں۔

ایسے علوم وفنون جو انسان کو معقولات، منقولات میں ہمیشہ الجھائے رکھتے ہوں تو ہم انہیں کیونکر پسند کریں۔ حتی کہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک مقام انسان کی زندگی میں ایسا بھی آتا ہے کہ وہ بنفس نفیس کشمکش کا شکار ہو کر شریعت وطریقت جیسے موضوعات میں الجھ جاتا ہے۔

چنانچہ لکھتے ہیں

نہ کافی جان کفایہ نہ ہادی سمجھ ہدایہ

کر پرزے جلد وقایہ ایہا دل قرآن کتابے (کافی:191)[32]

ہک جاہن احکام شریعت ہک جاہن اسرار شریعت

تھیوے کیا دریافت حقیقت کون اے پھولے پھولے (کافی180)[33]

آخر کار وہ ایسے علوم کو پسند کرتے ہے جو قرآن وحدیث کے عین مطابق ہوں۔ اور یہ باطنی علوم کی طرز روش ہے۔ کلام فرید میں اسمیں یہ 'تعلیم"الف اور میم' کے نام سے ملتی ہے ۔

آپ باطنی علوم کے حوالہ سے فرماتے ہیں

الف ھکو ہم بس وے میانجی

'ب''ت'دی پئی کل نہ کائی الف کتم بے وس وے میانجی (کافی:169)[34]

تذکرہ مصائب وآلام

---

[30]) ایضا : ص 706
[31]) ایضا : ص 210
[32]) ایضا : ص 550
[33]) ایضا : ص 496
[34]) ایضا : ص 466

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

انسان اپنی عمر کے جس حصہ میں بھی ہو اسے کبھی نہ کبھی مصائب و آلام، آزمائش و مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ خبر رسول ﷺ کے مطابق سب سے زیادہ مصائب و شدائد انبیاء کرام پر وارد ہوتے ہیں۔ بعد آں وہ شخص جو ان کی محبت کا دم بھرے اسی نسبت سے اس پر مصائب و آلام کا ورود ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ. فَقَالَ لَهُ: «انْظُرْ مَاذَا تَقُولُ»، قَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: «إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَإِنَّ الفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ» [35]

ترجمہ: ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوا۔ عرض گذار ہوا کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ علیہ لسلام نے فرمایا۔ خوب غور و فکر کرلو۔ بعد آں اس شخص نے تین بار یہ بات دھرائی کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ تب آپ علیہ الصلوۃ السلام نے فرمایا، اگر تم محبت کے دعوے میں سچے ہو تو پھر فقر اور اس کے ساتھ آئے تمام مصیبتوں کے واسطے ایک لوہے کا جھول تیار کرلو۔ کیونکہ میرے محب کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیز آتا ہے جیسا کہ رکے ہوئے پانی کا نشیب کی طرف آنا۔

ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قربانیاں اس بات کی واضح دلیل ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو تپتے انگاروں پر لٹایا گیا، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے گلے میں رسی ڈال کر گلیوں میں گھسیٹا گیا۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کو بہ موقع ہجرت کثیر مال دولت سے ہاتھ دھونا پڑا۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ان کے بیوی بچے چھین لئے گئے ۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے ان کے بچے اور شوہر چھین لئے۔ حضرت خبیب کو نبی علیہ الصواۃ واالسلام پر ایمان لانے کے سبب سولی پر لٹکا دیا گیا۔

یہ سب اس سبب سے تھا کہ انہوں نے خدا کی وحدانیت کو تسلیم و قبول کیا۔ دور موجود میں اولیاء کرام اور صوفیائے عظام کے نمایاں کردار روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ صوفیاء کرام کی ان راہوں کو 'سلوک کی راہ' کہا جاتا ہے۔ جسے عبور کرنا ہر ایک کے لئے آسان نہیں۔ کیونکہ ان راہوں میں صوفیاء پر محبتِ مصطفی ﷺ میں طرح طرح کے مصائب و شدائد کا ورود ہوتا ہے۔

خواجہ غلام فرید نے اپنے دیوان میں ان مصائب و آلام کا تذکرہ بڑی کثرت سے کیا ہے۔ جس میں آپ نے ایک سالک کے لئے واضح کیا کہ صوفیا کے واسطے یہ راہیں مشکل ہیں لیکن انہیں راہوں پر تسلیم و رضا سے چلنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر وہ دن آتے ہیں کہ تکلیف و مصیبت اور رنج و غم کے نزول سے خوشی ہوتی ہے۔ اور رضائے خدائے لم یزل پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید بھی چونکہ انہی راہوں پر گامزن تھے، آپ عملی طور پر مصائب و شدائد، آلام و مشکلات میں مبتلا ہوئے اور تمام عیش و عشرت کی خیر باد کیا اور درد و غم کو اپنے سینے سے لگایا۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

پئے ڈکھ گل جئے جم دے یار — نہ رہ گیوسے کہیں کم دے یار
باغ بہار اجاڑ کتوسے — ہار سنگار وسار ڈتوسے
دولت دنیاوار تھیوسے — نوکر، تیڈڑے دم دے یار (کافی:38) [36]

دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں کہ اگر انسان کی طرف درد و غم آرہے ہوں تو انہیں خوشی خوشی قبول کرے۔ اس پر مستزاد کہ وہ لذت غم سے پر جوش ہو جائے۔

پڑھ بسم اللہ ڈکھڑے چیساں — خوشیاں کر کر جھولی پیساں
جے وت تیکوں ہے منظور (کافی:40) [37]

روہی کے دلکش مناظر

---

[35] محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ) ، سنن الترمذي ، ج 4 ص 576 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر
[36] ایضا : ص 114
[37] ایضا : ص 121

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

خواجہ غلام فرید روہی سے بے حد پیار کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے کم و بیش یہاں تیرہ برس گزار دیے۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ وہ پہلے صوفی شاعر ہیں جنہوں نے روہی کے ساتھ وحشت اور ویرانی جیسے خیالات کو ترک کر کے اس کی محبت کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اور اس روہی کو ایک ادب پرور اور رومانی جگہ بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج لوگ اس روہی سے اس کی ویرانیوں کے باوجود نفرت نہیں بلکہ محبت کرتے ہیں۔

آپ نے روہی میں فطرت کے ظہور پر ایسے باکمال حسین تصورات پیش کیے، گو کہ روہی رشک جنت کا نظارا پیش کرتی ہے۔ آپ نے فطرت کے مطالعے میں روہی کے ایسے دلکش مناظر بیان کئے کہ ویرانیاں پر سکوں اور یہاں کی بارشیں رومانوی ہو گئی ہیں۔ چنانچہ آپ روہی کے دلکش مناظر بیان کرتے ہوئے ارشاد بہ شعر ہیں۔

ساون آیا، روہی وٹھری بار تھئی گلزار (کافی:61) [38]

ہے روہی یار ملاوی وے شالا ہر دم ہووے ساوی وے (کافی:92) [39]

خواجہ غلام فرید کے روہی مناظر میں ایک بہترین معاشرے کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ جو شعور رکھنے والے انسان کے سامنے بہترین تہذیب کے تناظر لے کر نمودار ہوتی ہے۔

وچ روہی دے رہندیاں نازک نازو جٹیاں

راتیں کرن شکار دلیں دے ڈینہاں ولوڑن مٹیاں

چھیڑن بھیڈاں بکریاں گائیں لیلے، گابے کٹیاں

کئی مسکین مسافر پھاتھے چوڑ کتو نے تر ٹیاں (کافی:136) [40]

سرزمین عرب کا تذکرہ خیر

علامہ حسین بن محمود شیرازی مظہری حنفی (المتوفی 727ھ) لکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے تخلیق زمین کے بعد اسے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک کو عرب اور دوسرے کو عجم بنایا۔ اور آنحضرت ﷺ کو عرب میں پیدا فرمایا۔ اور پھر عرب کے مختلف قبیلوں میں بہترین قبیلہ قریش میں رکھا۔ اور پھر قبیلوں میں بہترین خاندان ہاشم میں رکھا۔ اور پھر فرمایا کہ میرا خاندن تمام خاندانوں سے افضل واعلیٰ وبرتر ہے [41]۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے فرامین برائے عرب

فرمان مصطفی ﷺ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ: لِأَنِّي عَرَبِيٌّ، وَالْقُرْآنُ عَرَبِيٌّ، وَكَلَامُ أَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ " [42]

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تین وجوہ کی بنا پر عرب سے محبت کرو

میں عربی ہوں قرآن مجید عربی میں ہے۔ اور اہل جنت کا کلام بھی عربی ہے۔

اللہ رب العزت نے قریش کو وہ سات فضیلتیں دیں جو ان سے قبل کسی کو نہ دی گئیں۔

---

[38]) ایضا :ص 176
[39]) ایضا : ص 261
[40]) ایضا : ص 383
[41]) نور بخش توکلی، سیرت رسول عربی، ص23، اکبر بک سیلرز لاہور
[42]) أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ) ، شعب الإيمان ، ج 3 ص 160 ، الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

- میں قریش سے ہوں۔
- آخری نبی ان میں سے ہے۔
- بیت اللہ کی خدمت ان میں ہے۔
- حاجیوں کو پانی پلانا ان میں ہے۔
- اللہ رب العزت نے ہاتھیوں کے مقابلے میں ان کی مدد کی۔
- انہوں نے دس سال خدا کی عبادت کی۔ اور اتنے عرصہ میں دوسرا کوئی عابد نہ تھا۔
- ان کے حق میں سورۃ قریش نازل ہوئی۔

جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا میں نے روئے زمین کے شرق و غرب چھان ڈالے۔ لیکن بنی ہاشم کے اولاد سے افضل کسی کو بھی نہ پایا۔ گو کہ یہ عرب کثیر ہا شان و عظمت والی سرزمین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ غلام فرید جونہی سرزمین عرب میں قدم رکھتے ہیں تو اپنے وطن کو یکسر بھول جاتے ہیں۔ اور عرب کی زمین کی خوبصورتی اور حسین مناظر کو بیان کرنے لگتے ہیں ۔

چنانچہ لکھتے ہیں۔

حسن جمال دی دھرتی آئی　　سبھ شئے چار ھی طرز ڈکھائی

فرحت روز فرید سوائی　　ڈکھڑے ماندے ساندے ہن　　(کافی:86)[43]

ایک دوسے مقام پر سرزمین عرب کی زیارت پر بے حد خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ ساتھ ہی سرزمین عرب کے مناظر و باغ و بہار کی رونقیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

دیس عرب دا ملک طرب دا　　سارا　باغ　بہار　　(کافی:61)[44]

ارض مقدس ملک عرب دی　　ہر ہر وادی فرح طرب دی

منزل منزل طرح طرب دی　　ساری وضع سنگار دی اے

ہر ہر قطرہ آب ہے کوثر　　گرد غبار مشک تے عنبر

کِرڑ، کنڈا، شمشاد، صنوبر　　خاروی شکل بہار دی اے

عرب شریف ہے سوہنی ساری　نازک نازو تے متواری

تھیواں واری لکھ لکھ واری　　دار نبی مختار دی اے　　(کافی:160)[45]

فراق کعبہ پر اظہارِ درد و غم

حضور خواجہ غلام فرید جب حج بیت اللہ کی زیارت کے بعد مدینہ منورہ کی طرف بہ رخ ہوئے۔ تو فراق کعبہ کا بیان بڑی شدتِ احساسات سے فرماتے ہیں۔ اور دوبارہ زیارت کعبہ کی تمنا و چاہت کرتے ہیں۔ اور عاشقوں کی یہ ریت پرانی ہے۔ خواجہ غلام فرید خانہ خدا سے جدا ہوتے ہوئے اور اس جدائی کے درد کا بوجھ یوں بیان کرتے ہیں۔

آج سانوں لڑے مکلایا　　سر بار ڈکھاں دا چایا

اے نور سیاہ مجسم　　ہے عین سواد الاعظم

---

[43]) ایضا : ص 245
[44]) ایضا : ص 177
[45]) ایضا : ص 442

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

تھیا بے شک آمن بے غم　　جو حرم احاطے آیا

کر یاد حریم حرم کوں　　رکھ پیش پرانے غم کوں

دل آکھے کھانواں سم کوں　　ہے جیون کوڑا جایا

دل دلبر کیتے سکے　　گھر، شہر، بزار نہ ٹکے

ونج کھوسوں طوف دے دھکے　　ول جے کر بخت بھڑایا　　(کافی:1) [46]

ہئے عرب شریف سدھائی　　بو سندھ پنجاب دی آئی

بن عربی اکھیاں رونون　　روہار ہنجوندے پوون

کر نیرے مکھڑا دھونون　　دل دردیں چوٹ چکھائی　　(کافی:269) [47]

فضائلِ مدینہ

مدینہ منورہ ارض و سماوات کا وہ نگینہ ہے جہاں ہر لمحہ خدائے لم یزل کی رحمتیں اور برکتیں برستی ہیں۔ ساکنان مدینہ، سائبان مدینہ میں رہتے ہیں۔ جو فضیلتیں مدینہ اور اہل مدینہ کو حاصل ہیں وہ آج سے قبل اور بعد میں کسی کو حاصل نہ ہو سکیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا، إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ " [48]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص مدینہ منورہ کی سختیوں اور مصیبتوں پر صبر کرے۔ قیامت کے دن میں اس شخص کے حق میں گواہی دوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

غرض فضائل مدینہ کی کوئی بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے فضائل کے سبب اولیاء کرام، صوفیا عظام نے مدینہ منورہ سے بے پناہ محبت کی۔ اور اس محبت کا عملی اظہار ان کی زندگیوں سے واضح ہے۔

خواجہ غلام فرید نے بھی شہر مصطفیٰ ﷺ سے بے پناہ محبت فرمائی۔ اور اس کا عمل روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ خواجہ غلام فرید مناسک حج کی ادائیگی کے بعد دیارِ حرمِ رسول ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ منازل سفر طے کرنے کے بعد، مدینہ منورہ کے قریب پہنچے، جونہی مدینہ منورہ کے پر بہار مناظر نظر آنے لگے تو بے ساختہ پکار اٹھے۔

تھیواں صدقے صدقے　　آیا شہر مدینہ

سکھ دی سیجھ سہایم　　گیا ڈکھڑا دیرینہ

نہ رو دلڑی لڑی　　نہ ڈکھ سنجڑا سینہ

حرم معلی روشن　　ہے نوری آئینہ　　کافی:153) [49]

خواجہ غلام فرید مدینہ منورہ کی سرزمین مقدس کو ہر عیب سے خالی گردانتے تھے۔ کیونکہ یہاں ہمہ وقت نور رسالت بڑی آب و تاب کے ساتھ چھلکتا ہے۔

ہے دھرتی عیبوں خالی　　پیا نور رسالت چھلکے　　(کافی:428) [50]

---

[46]) ایضا : ص 35
[47]) ایضا : ص 718
[48]) أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) ، مسند الإمام أحمد بن حنبل ، ج 10 ، 205 ، مؤسسة الرسالة
[49]) ایضا : ص 422